AL-'ULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June) 2026, 7:1 (20-35)

مسلح تصادم میں شہری آبادی کا تحفظ: سیرت النبی ﷺ اور بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا تقابلی مطالعہ

محمد عادل

پوسٹ ڈاکٹریٹ فیلو، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

Protection of Civilian Populations in Armed Conflict: A Comparative Study of the Sīrah and International Humanitarian Law

Muhammad Adil (PhD) [1]
Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institut
International Islamic University, Islamabad

Abstract: This article examines the protection of civilian populations during armed conflicts through a comparative analysis of the teachings derived from the Sīrah of Prophet Muhammad (peace be upon him) and contemporary international legal frameworks, particularly International Humanitarian Law (IHL) and International Human Rights Law (IHRL). While modern legal instruments, including the Geneva Conventions, seek to mitigate the effects of warfare on non-combatants, the study argues that many of these humanitarian principles were articulated and implemented in the Prophetic model more than fourteen centuries ago. The article compares the definitions of civilian populations in IHL, IHRL, and the Sīrah, highlighting significant conceptual similarities. It further examines the principles of distinction and proportionality, as well as protections afforded to civilians, medical personnel, and civilian infrastructure during armed conflict. Drawing on textual and historical evidence, the study demonstrates that Prophetic teachings are largely consistent with contemporary legal norms and provide a valuable ethical foundation for civilian protection. The article also discusses the consequences of inadequate civilian protection, including humanitarian crises, social instability, economic disruption, and the spread of extremism. Finally, it offers recommendations for strengthening the implementation of humanitarian principles through legal enforcement, public awareness, and international cooperation. The study concludes that Islamic teachings and modern international law share a common commitment to safeguarding civilian populations and promoting human dignity during armed conflicts.

Keywords: Civilian Protection, Sīrah, International Humanitarian Law, International Human Rights Law, armed conflict.

How to cite: Adil(PhD) , M. (2026). مسلح تصادم میں شہری آبادی کا تحفظ : سیرت النبیﷺ اور بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا تقابلی مطالعہ : Protection of Civilian Populations in Armed Conflict: A Comparative Study of the Sīrah and International Humanitarian Law. *Al-'Ulūm Journal of Islamic Studies*, *7*(1), 20–35. Retrieved from https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/article/view/197

Article History
Submission Date: 22-1-2026 **Acceptance Date:** 13-5-2026 **Publication Date:** 27-6-2026

[1] Corresponding author Email: adilfareedi@bkuc.edu.pk

1.0 تعارف

انسانوں کے مابین تنازعات اور جنگوں کا آغاز اس وقت سے جاری ہے جب زمین پر انسانوں کی آبادی انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی، لیکن انسانوں نے ابتداء ہی سے اپنی لڑائیوں کے لیے کچھ اصول وضع کیے؛ کیونکہ انسان کا اشرف المخلوقات ہونا اس سے یہی تقاضا کرتا ہے کہ اس کی دوستی و دشمنی، جنگ و صلح اور فتح و شکست کچھ اصولوں اور اخلاقیات کے طے شدہ معیار کے مطابق ہوں۔ یہ نہ ہو کہ جس طرح جانور کمزور کو چیڑ پھاڑ ڈالتا ہے اور اپنی طاقت کا بے مہار استعمال کرے، اس طرح انسان بھی طاقت وغلبہ کے جوش میں حیوانیت کا لبادہ اوڑھ کر مخالف کو تہس نہس اور تباہ وبرباد کر ڈالے۔

دیکھا جائے تو جنگوں کے اصول وضوابط ہر دور میں مختلف صورتوں میں موجود رہے ہیں، لیکن تعجب خیز امر یہ ہے کہ جوں جوں انسان علم و آگہی کے منازل طے کرتا گیا اور تہذیب کے زینے چڑھتا گیا اس کے ہاتھوں بنائے گئے نت نئے ہتھیاروں اور طرق جنگ نسلِ انسانی کے ہلاکت و بربادی میں اضافہ ہی کرتی گئی۔ ماضیٔ قریب کی تاریخ دیکھی جائے تو جنگوں میں مسلح افواج سے زیادہ شہریوں کی اموات ہوئیں، فوجی تنصیبات سے زیادہ عوامی املاک کو نقصان پہنچا۔

مسلح تصادم میں شہریوں اور شہری آبادی کو جنگ کی تباہ کاری سے محفوظ رکھنے کے لیے سب سے مؤثر اقدامات ڈیڑھ ہزار سال پہلے سرزمین عرب میں اٹھائے گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے عرب کے جاہلیت زدہ ماحول میں جنگوں کی تباہ کاریوں کے سدباب کے لیے زرّیں اصولوں کی نہ صرف بنیاد ڈالی بلکہ ان اصولوں پر سختی سے علمدرآمد کر کے دکھایا۔ جدید دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو جنگوں کو مؤثر ومنضبط قوانین کے تحت لانے کے لیے ڈیڑھ صدی پہلے کوششیں شروع کی گئی اور تقریباً ایک صدی کی کوششوں کے بعد "بین الاقوامی قانونِ انسانیت "(IHL) کے نام سے ایک جامع دستاویز سامنے آئی۔

عصرِ حاضر میں سیرت طیبہ کی تعلیمات اور عالمی قوانین کی موجودگی کے باوجود دنیا کے مختلف خطوں میں کمزور و مغلوب انسانوں کو طاقتور وغالب انسانوں کی جانب سے حقوق کی پامالی اور تباہی وبربادی کا سامنا ہے، خصوصاً سویلین اور ان کی املاک وتنصیبات کو بے دریغ نقصان پہنچایا جارہا ہے، لہٰذا ایسے افراد جو جنگ سے مکمل لاتعلق ہوں، ان کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے عالمی قوانین اور سیرت طیبہ کی تعلیمات کو اجاگر کرنا، مسلح تصادم میں ان پر عمل درآمد یقینی بنانا اور اس حوالے سے ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت منظم کوشش کرنا، ناگزیر ہے، ورنہ مہذب انسانوں کے بنائے ان قوانین کی کوئی حیثیت باقی نہ رہے گی اور نہ یہ دنیا زندہ رہنے کے لائق رہے گی۔ اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس آرٹیکل میں شہریوں کے حقوق وحفاظت سے متعلق سیرت طیبہ سے مستنبط تعلیمات اور وضعی قوانین کو زیر بحث لاکر ان کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا تاکہ سیرت کی تعلیمات اور وضعی قوانین کے درمیان مطابقت ویکسانیت سامنے آئے اور مسلم دنیا کو ان کی وقعت کا اندازہ ہو اور وہ ان قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنا اثر ورسوخ اور کردار ادا کرے۔

اس آرٹیکل کے درج ذیل حصے ہیں:

زیرِ نظر آرٹیکل میں آئی ایچ ایل، بین الاقوامی قانون انسانی حقوق اور تعلیماتِ سیرت کے تناظر میں شہری آبادی کے حقوق و حفاظت پر بحث کی جائے گی، لہٰذا ابتداء میں شہری آبادی کی تعریف اور وضاحت ذکر کی جائے گی۔

دوسرے حصے میں شہری آبادی کے حقوق و تحفظ کے لیے آئی ایچ ایل اور بین الاقوامی قانون انسانی حقوق کے دائرہ کار و طریقہ کار اور ان کے درمیان فرق اور شہری آبادی کے تحفظ کی اہمیت کو ذکر کیا جائے گا۔

تیسرے حصے میں شہری آبادی کے تحفظ کے حوالے سے سیرت طیبہ کی تعلیمات اور آئی ایچ ایل کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا اور آخر میں ان قوانین کے عملی نفاذ اور شہری آبادی کے تحفظ کے لیے تجاویز و سفارشات بیان ہوں گے۔

2.0- آئی ایچ ایل، آئی ایچ آر ایل اور سیرت طیبہ کا تعارف

بین الاقوامی قانونِ انسانیت بنیادی طور پر قانونِ جنگ ہے، یہ ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے جو مسلح تصادم میں استعمال کئے جانے والے ہتھیاروں اور جنگ کے طریقوں کو محدود کرتا ہے۔ اس مجموعۂ قوانین کے بنیادی مأخذ میں بین الاقوامی رواج(Custom) اور بین الاقوامی معاہدات(Treaty) شامل ہیں، جن میں جنیوا کے چار معاہدات(1949ء) اور اس کے دو اضافی ملحقات(1977ء) قابل ذکر ہیں۔[1]

2.2- بین الاقوامی قانون انسانی حقوق(International human rights law)

بین الاقوامی قانون انسانی حقوق زمانۂ امن اور جنگ میں یکساں لاگو ہونے والا بین الاقوامی معاہدات کا مجموعہ ہے۔ یہ ان حقوق کی بات کرتا جو ایک فرد کی اپنی ریاست کے ذمے عائد ہوتے ہیں یا جن کی وہ ریاست سے پوری ہونے کی توقع رکھتا ہے۔ یہ ابتداءً کوئی مستقل قانون نہیں تھا بلکہ انسانی حقوق کے عالمی منشور(UDHR) 1948ء کی بنیاد پر کئے گئے مختلف معاہدات ہیں، جو اب IHRL کی صورت میں موجود ہیں، ان معاہدات میں نسل کشی کی روک تھام سے متعلق معاہدہ (1948ء)، نسلی امتیاز کی تمام شکلوں کے خاتمے کا معاہدہ(1965ء)، شہری اور سیاسی حقوق پر بین الاقوامی معاہدہ(1966ء)، تشدد کی ممانعت کا معاہدہ اور خواتین و بچوں کے حوالے سے معاہدات شامل ہیں۔[2]

2.3- سیرت النبی ﷺ اور اسلامی قوانین سیر

سیرۃ کا لغوی معنٰی طریقہ، عمل اور اصلی حالت ہے اور اصطلاح رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور ان سے متعلقہ واقعات و حالات پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے، سیرۃ کی جمع سیر ہے جو کفار اور مسلمانوں کے درمیان جہاد کے احکامات کے

1- ڈاکٹر محمد مشتاق احمد، پیش لفظ، **مجموعۂ مقالات بین الاقوامی قانونِ انسانیت اور اسلام** (اسلام آباد: آئی سی آر سی، 2012ء)، 5-7-

2- *International Committee of the Red Cross (ICRC), **International Humanitarian Law and International Human Rights Law: Similarities and Differences** (Geneva: ICRC, 2003).*

لیے استعمال ہوتا ہے۔[3]

3.0- شہری آبادی (Civilian population) کی تعریف اور وضاحت

جنیوا معاہدات کے پہلے اضافی پروٹوکول 1977ء میں شہری آبادی کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی کہ شہری آبادی کا اطلاق ان لوگوں اور ان کی تنصیبات پر ہوتا ہے جو سویلین ہوتے ہیں۔[4] سویلین کی مفصل تعریف جنیوا معاہدات کے پہلے اضافی پروٹوکول میں کچھ یو بیان کی گئی ہے کہ ہر وہ شخص جو مسلح افواج سے تعلق نہ رکھتا ہو سویلین یا شہری کہلائے گا۔[5] آئی ایچ ایل کی رو سے مسلح افواج کے علاوہ تمام لوگ شہری اور غیر مقاتلین ہیں، مسلح افواج میں درج ذیل لوگ شامل ہیں:

1: مسلح افواج اور ملیشیا

2: جنگ میں شامل رضاکار فورس، ملیشیا کو رکے ایسے افراد جو مندرجہ ذیل صفات کے حامل ہوں:

- یہ افراد ایسے شخص کی کمان میں ہوں، جو اپنے ماتحتوں کا ذمہ دار ہوں۔
- قابل شناخت امتیازی نشان کے حامل ہوں۔
- اعلانیہ طور پر مسلح ہوں۔
- جنگی قوانین و روایات کا پاس رکھنے والے ہوں۔[6]

3: باقاعدہ مسلح افواج کے ارکان جو کسی باقاعدہ حکومت یا کسی اتھارٹی و قوت سے وفاداری کا دعویٰ کرتے ہوں۔

4: غیر مقبوضہ علاقے کے باشندے جو دشمن کے آنے پر حملہ آور قوتوں کے خلاف مزاحمت کے لیے خود کو باقاعدہ مسلح یونٹوں میں تشکیل دینے کے لیے بے وقت ہتھیار اٹھاتے ہوں۔[7]

1907ء کے چوتھے ہیگ معاہدے میں مسلح افواج اور مذکورہ بالا صفات کے حامل رضاکاروں اور ملیشیا کو بھی مقاتلین تسلیم کر کے قانونِ جنگ کے تحت لایا گیا ہے۔[8]

3.2- حقوقِ انسانی کے عالمی قانون کی رو سے شہری کی تعریف

حقوقِ انسانی کے بین الاقوامی قانون (IHRL) میں ہر اس شخص کو شہری کی حیثیت تسلیم کی گئی ہے، جو کسی ملک کے حدود کے اندر موجود ہو۔[9] البتہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی رپورٹ (1977ء) میں شہری تعریف کرتے ہوئے کہا

---

[3]- إبن الهمام محمد بن عبد الواحد، **فتح القدير** (بيروت: دارالفكر، س-ن)، 5: 435۔

[4]- *Geneva Convection, **Additional Protocol I (AP I)**, Article 50(2).*

[5]- *Ibid, Article 50(2).*

[6]- ڈاکٹر محمد مشتاق احمد، **آداب القتال** (اسلام آباد: شیبانی فاؤنڈیشن، 2022ء)، 167۔

[7]- *Geneva Convention III (GC III), Article 4(A)(1,2,3,6).*

[8]- *Hague Convention IV, 1907, Article 1.*

[9]- *International Covenant on Civil and Political Rights (1966), Article 2(1).*

گیاہے کہ وہ افراد جو جنگ میں حصہ نہیں لے رہے ہوں، ان کو سویلین یا شہری تصور کیا جائے گا۔[10]

3.3- سیرت و سیر کی رو سے شہری کی تعریف

کتب سیر و سیر کے مطابق جو افراد جنگ سے مکمل لا تعلق ہو اور کسی طور جنگ کا حصہ نہ ہو وہ غیر مقاتلین یا شہری تصور ہوں گے، کتب میں ایسے لوگوں کو "غیرالمقاتلة، ليس مين أهل القتال" اور "لم يكن أهل الممانعة و المقاتلة" کے الفاظ سے ذکر کیا جاتا ہے۔[11] نبی اکرم ﷺ نے اگرچہ سویلین یا شہری کی اصطلاح استعمال نہیں فرمائی لیکن جا بجا شہریوں میں شامل افراد کے نام لے کر ان کو جگ میں نشانہ بنانے سے منع کیا گیا، جن میں بچے، عورتیں، ضعیف العمر افراد، کسان اور عبادت گاہوں میں بیٹھے جنگ سے لاتعلق افراد شامل ہیں۔

3.4- سیرت و سیر کی رو سے شہری آبادی کی تعریف

سیرت طیبہ میں شہری تنصیبات یا شہری آبادی کی اصطلاح بھی نہیں پائی جاتی، لیکن جنگ سے لا تعلق افراد کی تنصیبات، عمارتیں، عبادت گاہیں اور دیگر عوامی املاک کو شہری آبادی میں شمار کیا گیا ہے۔

درج بالا بحث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سیرت طیبہ اور عالمی قوانین کی رو سے جنگ سے لاتعلق تمام افراد پر شہری (Civilian) کا اطلاق ہوتا ہے اور ایسے افراد کے املاک و تنصیبات شہری آبادی کا حصہ ہیں۔

4.0- آئی ایچ ایل اور حقوق انسانی کے نظام کے تحت شہریوں کے تحفظ میں فرق

حقوق انسانی کے عالمی قانون (IHRL) اور آئی ایچ ایل دونوں شہری آبادی کے تحفظ پر مبنی قوانین ہیں، لیکن ان دونوں کا دائرہ کار الگ الگ ہے، ذیل میں شہری آبادی کے تحفظ کے لیے دونوں قوانین کے دائرہ کار اور دونوں میں فرق کو ذکر کیا جاتا ہے:

حقوق انسانی کا بین الاقوامی قانون جنگ و امن دونوں حالتوں میں شہریوں کے تحفظ سے متعلق ہے۔ یہ قانون زندگی کا حق، قانونی مساوات، شخصی آزادی، سیاسی آزادی، معاشی آزادی، بنیادی حقوق تک رسائی وغیرہ کے حقوق شہریوں کو فراہم کرنے کی بات کرتا ہے۔ ان حقوق کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے کئی عالمی معاہدات وجود میں لائے گئے ہیں اور ان معاہدات میں تمام فریقوں پر لازم کیا گیا ہے کہ ریاست کے تمام شہریوں معاہدے میں بیان کردہ حقوق سے لطف اندوز ہو سکے۔ بین الاقوامی سطح پر ان معاہدات پر عمل درآمد کی نگرانی کے لیے آزاد ماہرین پر مشتمل دس کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ان

10- *United Nations Secretary General, **Respect for Human Rights in Armed Conflicts**, Report No. A/8052 (1977), p.16.*

11- الدكتور شريط وليد، **حماية السكان المدنيين في النزاعات المسلحة بين أحكام القانون الدولي الإنساني وتعاليم الفقه الإسلامي** (جامعة سعد دحلب بالبليدة: مجلة التراث، العدد التاسع، 2013م).

کمیٹیوں کو انسانی حقوق کے ہائی کمشنر کے دفتر (OHCHR) کی تائید حاصل ہوتی ہے۔[12]

آئی ایچ آر ایل کی نظر میں مسلح و غیر مسلح کی تقسیم نہیں ہے؛ اس لیے مسلح تصادم کے بعض پہلوؤں میں یہ ہدایات دیتا ہے، جن میں زندگی کا حق، تشدد کی ممانعت، ظالمانہ و غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک اور غلامی کی ممانعت سمیت دیگر ہدایات شامل ہیں۔ اسی طرح ایٹمی و کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال روکنے کے لیے بھی اقوام متحدہ کی نگرانی میں آئی اے ای اے (IAEA) جیسے ادارے کام کرتے ہیں۔

بین الاقوامی قانونِ انسانیت بنیادی طور پر مسلح تصادم سے متعلق ہدایات دیتا ہے، اس قانون کا مقصد یہ ہے کہ جنگ کی تباہ کاریوں کو کس طرح کم سے کم کیا جا سکتا ہے اور دورانِ جنگ شہریوں کی حفاظت کس طرح یقینی بنائی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ آئی ایچ ایل میں شہری آبادی کو نشانہ بنانے کی ممانعت آئی ہے، جیسے پہلے اضافی پروٹوکول کی دفعہ 48 میں کہا گیا:
تنازع میں شامل فریقین پر لازم ہے کہ وہ بہر صورت شہری آبادی اور جنگجوؤں میں، نیز شہری املاک اور عسکری اہداف میں واضح فرق کریں، اور اپنی کارروائیاں صرف فوجی تنصیبات تک محدود رکھیں۔[13]

اسی طرح دورانِ جنگ عورتوں، بچوں، ضعیف العمر افراد، طبی عملے اور جنگ سے لاتعلق افراد کو تحفظ فراہم کرنے کی واضح ہدایات دیتا ہے۔

4.1- آئی ایچ آر ایل اور آئی ایچ ایل کا باہمی تعلق

یہ بحث ثابت کرتا ہو کہ شہری آبادی کے تحفظ کے لیے آئی ایچ آر ایل اور آئی ایچ ایل الگ الگ دائرہ کار اور طریقۂ کار اپنائے ہوئے ہیں اور دونوں قوانین میں واضح فرق موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نصف صدی پہلے تک ان دونوں قوانین میں کوئی باہمی ربط و تعلق نہ تھا، 1960ء کی دہائی تک آئی ایچ آر ایل اور آئی ایچ ایل اپنی آزادانہ الگ حیثیت میں موجود تھے، لیکن 1968ء میں تہران میں منعقدہ انسانی حقوق کی بین الاقوامی کانفرنس (International Conference on Human Rights) میں "مسلح تصادم میں حقوقِ انسانی" کے نام سے ایک قرارداد منظور کی گئی، جس کی توثیق دسمبر 1968ء میں یو این جنرل اسمبلی نے کی۔ اس قرارداد میں شہریوں اور شہری تنصیبات کے تحفظ کے لیے آئی ایچ ایل کی ہدایات کی توثیق کر کے ان پر عمل درآمد کرنے کی سفارش کی گئی، لیکن شہریوں کے ساتھ ساتھ جنگی قیدیوں، مسلح افراد کے تحفظ اور جنگی طریقوں اور ہتھیاروں کے استعمال کو محدود کرنے کے لیے اقدامات کی بات کی گئی۔[14] 1970ء میں جنرل اسمبلی کی قرارداد نمبر 2675 میں بھی مسلح تصادم میں شہریوں کے تحفظ کی بات کی گئی۔[15] انہی تجاویز کے تحت آئی ایچ ایل کی مزید بہتری کے لیے کام شروع ہوا جو دونوں اضافی ملحقات (1977ء) کی صورت میں

12- *U.S Citizenship and Immigration Services, **International Human Rights Law** (2019), p.15.*
13- *Geneva Convection, **Additional Protocol I (AP I)**, Article 48.*
14- *United Nations General Assembly, Resolution No. 2444 (19 December 1968).*
15- *Ibid, Resolution No. 2675 (9 December 1968).*

سامنے آیا، جن میں مختلف دفعات میں آئی ایچ آر ایل کی واضح جھلک دکھائی دیتی ہے۔اس کے علاوہ آئی ایچ آر ایل کی روشنی میں آئی ایچ ایل کی تشریح بھی عالمی عدالت کے فیصلوں میں نظر آنی شروع ہوئی، لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلح تصادم میں شہری تنصیبات کے تحفظ کے حوالے سے دونوں قوانین یکساں موقف اور طریقہ کار کی طرف گامزن ہیں۔

5.0-شہری آبادی کا تحفظ نہ ہونے کے نقصانات

عصر حاضر میں مسلح تصادم میں شہری آبادی کا نقصان فوجی نقصان سے کہیں بڑھ کر ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق صرف 9/11 کے تناظر میں شروع کئے گئے جنگوں میں تقریباً پانچ ملین سویلین کو بلاواسطہ یا بالواسطہ ہلاک کیا گیا، جبکہ ان جنگوں سے متاثرہ بچوں کی تعداد 8 ملین اور مہاجرین کی تعداد دو کروڑ تک پہنچتی ہے۔اس کے علاوہ شہری املاک و تنصیبات کو پہنچنے والے نقصان کا تخمینہ اربوں ڈالرز میں ہے۔[16] حالیہ اسرائیل حماس جنگ میں انٹرنیشنل میڈیا رپورٹس کے مطابق سویلین ہلاکتوں کی تعداد 70 ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے اور سویلین املاک و تنصیبات کو پہنچنے والا نقصان اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔[17] ذیل کے سطور میں مسلح تصادم کے دوران شہریوں اور ان کی تنصیبات کو تحفظ نہ دینے کے نتیجے میں رونما ہونے والی معاشرتی اثرات کا جائزہ لیا جائے گا:

5.1-قوانین کا بے وقعت ہونا

قوانین چاہے انسانی ہوں یا آسمانی ان کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے کہ انسان کا دنیا میں پُرامن و باعزت زندگی گزارنا ممکن ہو۔دیکھا جائے تو آئی ایچ آر ایل کا بنیادی مقصد انسانوں کے بنیادی حقوق جیسے زندگی کا حق، آزادی کا حق، معاشی و سیاسی آزادی وغیرہ یقینی بنانا ہے، اسی طرح آئی ایچ ایل کا بنیادی مقصد جنگوں کی تباہ کاری کو کم سے کم کرنا اور جنگ سے لا تعلق لوگوں کا تحفظ ہے، جبکہ شریعت اسلامی کے بنیادی مقاصد میں سے دین، جان، نسل، عقل، عزت اور مال کا تحفظ سرفہرست ہے، لہٰذا اگر شہریوں اور ان کے وسائل زندگی کو تحفظ حاصل نہ ہو تو یہ قوانین اپنی وقعت کھو دیں گے اور لاقانونیت کا بند نہ ہونے والا ایسا راستہ کھل جائے گا کہ یہ دنیا رہنے کے لائق نہیں رہے گی۔

5.2-انسانی المیہ کا خدشہ

انسانی آبادی کا اکثر حصہ کمزور افراد پر مشتمل ہے جن میں عورتیں، بچے اور ضعیف العمر افراد شامل ہیں۔قانون کے مطابق شہریوں اور ان کی تنصیبات کی حفاظت نہ ہونے کی صورت یہی طبقہ زیادہ نقصان اٹھاتا ہے؛ کیونکہ آبادی کا یہ حصہ اپنے بچاؤ کی بھی طاقت نہیں رکھتا، لہٰذا یا تو جان سے جاتے ہیں، یا اپاہج ہو جاتے ہیں اور یا اپنی بچاؤ کے لیے ہجرت کی مشقت سے دوچار ہوتے ہیں، جس سے بھوک، پیاس، آبروریزی سمیت لاتعداد اجتماعی و انفرادی مسائل پیدا ہوتے ہیں جو انسانی

16- *Neta C. Crawford, **Human Cost of the Post-9/11 Wars** (Watson Institute, Brown University, November 2018).*

-17 Time Magazine. "Israel–Gaza Death Toll." Accessed 25 April 2026. https://time.com/6979208/israel-gaza-death-toll/

المیہ کی بنیاد بنتے ہیں۔[18]

5.3-شدت پسندی کا فروغ

قانون کے مطابق شہری آبادی کا تحفظ نہ ہونے کی صورت میں شدت پسند و دہشت گرد گروپس کو فائدہ ہوگا؛ کیونکہ قانون سے مایوس نوجوان آسانی سے ان کا شکار بنتے ہیں، جس کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں، لہٰذا شدت پسندی کو فروغ حاصل ہوگا جو امن عالم کے لیے زہر قاتل ہے۔

5.4-نئی نسل کی تباہی

مسلح تصادم میں شہری آبادی کا تحفظ نہ ہونے کی صورت میں جو تباہی ہوتی ہے، اس سے جنگ کے نقصانات نسلوں تک پھیل جاتے ہیں، نئی نسل کو تعلیمی، اخلاقی، سماجی وغیرہ جیسے لاتعداد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے کئی کئی نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔[19]

5.5-معاشی بربادی

شہری آبادی کا تحفظ نہ ہونے سے شہریوں کی املاک و تنصیبات، ان کے آمدنی کے ذرائع جیسے کاروبار وزراعت وغیرہ کو جو نقصان پہنچتا ہے، اس سے معاشی مسائل پیدا ہوتے ہیں، جو مزید کئی طرح کے مسائل کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔

6.0-شہری آبادی کا تحفظ آئی ایچ ایل اور شریعت اسلامی کی روشنی میں

آئی ایچ ایل اور شریعتِ اسلامی نے شہری آبادی کے تحفظ کے لیے کچھ راہنما اصول بھی فراہم کیے ہیں جن سے شہری آبادی کا تحفظ ممکن ہے۔ ان اصولوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

6.1-آئی ایچ ایل کے بنیادی اصولوں میں شہری آبادی کے تحفظ سے متعلق اصول

بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا بنیادی مقصد جنگ کی تباہ کاری کو کم سے کم کرنا اور خصوصاً جنگ سے لاتعلق افراد کو جنگ کے اثرات سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آئی ایچ ایل کے بنیادی اصولوں میں سے دو اصول جنگ سے لاتعلق افراد اور شہری آبادی کے تحفظ پر مبنی ہے:

6.1.1-تمیز(*Distinction*)

تمیز کے اصول کا مقصد یہ ہے کہ مسلح تصادم میں حملے کے دوران جائز اور ناجائز ہدف (Target) میں فرق کیا جائے، یعنی صرف فوجی تنصیبات کو نشانہ بنایا جائے گا اور شہری املاک کو نقصان نہیں پہنچایا جائے گا، پہلے اضافی پروٹوکول کی دفعہ 48 میں اسی اصول کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے: جنگ میں شریک فریقین کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ عام شہریوں اور لڑنے والوں میں، نیز غیر فوجی املاک اور فوجی اہداف میں امتیاز قائم رکھیں، اور اپنی تمام کارروائیاں صرف

18- *International Committee of the Red Cross (ICRC),* ***Protection of Civilians in Armed Conflict*** *(Geneva: ICRC, 2020).*

19- *UNHCR,* ***Human Rights in Armed Conflict*** *(Geneva: UNHCR, 2019).*

عسکری اہداف کے خلاف انجام دیں۔[20]

6.1.2- تناسب کا اصول (*Principle of Proportionality*)

تناسب کے اصول کا مقصد یہ ہے کہ جنگ میں دشمن کے خلاف اتنی ہی طاقت استعمال کی جائے جتنی اس کے حملے کی پسپائی یا اس پر فتح کے حصول کے لیے ضروری ہو۔ اس اصول کی بنیاد پر مسلح تصادم میں ایسے ہتھیاروں یا طریقوں کا استعمال ممنوع ہے جو بڑے پیمانے پر تباہی پھیلائے، یا شہری آبادی کو فوری یا دیر پا نقصان پہنچائے، پہلے اضافی پروٹوکول کی دفعہ 51 میں اسی اصول کے تحت اندھا دھند بمباری کو ممنوع قرار دیا گیا ہے: ایسا حملہ جس کے نتیجے میں ضمنی طور پر شہری جانوں کا نقصان، عام لوگوں کے زخمی ہونے یا شہری املاک کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔[21]

6.1.3- آئی ایچ ایل میں سویلین کے تحفظ سے متعلق دفعات

چوتھے جنیوا معاہدے کی دفعہ 14 شہریوں کو جنگی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے مسلح تصادم کے فریقین کو ان کے لیے محفوظ مقامات بنانے کا پابند بناتا ہے: متعلقہ فریقین اپنے علاقوں میں اور ضرورت پڑنے پر زیرِ قبضہ علاقوں میں بھی ایسے ہسپتال اور محفوظ علاقے قائم کر سکتے ہیں، جہاں جنگ کے اثرات سے زخمیوں، بیماروں، بوڑھوں، پندرہ سال سے کم عمر بچوں، حاملہ خواتین اور کم عمر بچوں کی ماؤں کو تحفظ دیا جا سکے۔[22]

جبکہ چوتھے جنیوا کنونشن دفعہ 17 میں سویلین کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے فریقین کو باہمی معاہدات کرانے کی ہدایت دیتے ہوئے کہا گیا کہ متنازع فریقین کوشش کریں گے کہ مقامی معاہدوں کے ذریعے محصور یا گھیرے ہوئے علاقوں سے زخمیوں، بیماروں، کمزور و معذور افراد، بوڑھوں، بچوں اور زچگی کے مریضوں کو نکالا جا سکے، اور ایسے علاقوں کی طرف جانے والے تمام مذاہب کے مذہبی رہنماؤں، طبی عملے اور طبی سامان کی آمد و رفت کی اجازت دی جائے۔[23]

شہری آبادی کے تحفظ سے متعلق عمومی دفعات کے علاوہ خواتین، بچوں، ضعیف العمر افراد اور طبی عملے کے تحفظ کے لیے الگ الگ دفعات بھی آئی ایچ ایل کا حصہ ہیں، جیسے پہلے اضافی پروٹوکول میں مسلح تصادم کے وقت طبی عملہ کو مکمل عزت واحترام اور تحفظ فراہم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے: سویلین طبی عملے کا ہر حال میں احترام کیا جائے گا اور انہیں تحفظ فراہم کیا جائے گا۔[24]

اسی طرح دوسرے جنیوا معاہدے میں طبی عملہ کے ساتھ مذہبی شخصیات کی تحفظ کی بھی ہدایت دیتے ہوئے کہا گیا کہ جہازوں پر موجود مذہبی، طبی اور ہسپتال کے عملے اور ان کے عملے کا احترام کیا جائے گا اور انہیں مکمل تحفظ فراہم کیا جائے

20- *Geneva Convection, **Additional Protocol I (AP I)**, Article 48.*
21- *Ibid, Article 51(5)b*
22- *Geneva Convention IV (GC IV), Article 14.*
23- *Ibid, Article 17.*
24- *Geneva Convection, **Additional Protocol I (AP I)**, Article 15(1).*

گا۔[25]

6.1.4- آئی ایچ ایل میں شہری املاک وتنصیبات کے تحفظ سے متعلق دفعات

سویلین کی طرح ان کی املاک وتنصیبات کے تحفظ کے لیے بھی آئی ایچ ایل میں ہدایات دی گئی ہیں، جیسے پہلے اضافی پروٹوکول کی دفعہ 53 میں کہا گیا کہ تاریخی یادگاروں، فن پاروں اور عبادت گاہوں، جو اقوام کے ثقافتی وروحانی ورثے کی حیثیت رکھتے ہیں، کے خلاف کسی بھی قسم کی جارحانہ کارروائی کرنا ممنوع ہے۔[26]

ہیگ کنونشنز 1899 اور 1907 کی دفعہ 27 میں عبادت گاہوں سمیت تمام شہری تنصیبات کو نشانہ بنانے سے منع کیا گیا ہے: محاصرے اور گولہ باری کے دوران لازم ہے کہ حتیٰ الامکان ایسے تمام مقامات کو محفوظ رکھا جائے جو عبادت، فن، علم اور رفاہِ عامہ کے لیے وقف ہوں۔[27]

ان کے علاوہ جینوا کنونشنز، ان کے اضافی ملحقات اور رواجی قانون کے تحت ہسپتالوں، مذہبی مقامات، تاریخی ورثہ اور ماحول کو فوری یا دیرپا نقصان پہنچانے کو مسلح تصادم میں ممنوع قرار دے کر آئی ایچ ایل کی سنگین خلاف ورزی کہا گیا ہے اور جرائم کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔

6.2- سیرت النبی ﷺ میں شہری آبادی کے تحفظ سے متعلق ہدایات

شہری آبادی کے تحفظ کے لیے سیرت النبی میں راہنمائی موجود ہے۔ اس حوالے سے سیرت النبی ﷺ سے حاصل ہونے والی چند ایک تعلیمات درج ذیل ہیں:

6.2.1- غیر مقاتلین کے تحفظ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات

مسلح تصادم میں شہریوں کی تحفظ سے متعلق رسول اللہ ﷺ مسلسل ہدایات دیتے رہتے، جن میں چند درج ذیل ہیں:

1. رسول اللہ ﷺ ہر جنگی مہم کے وقت سویلین کو نشانہ بنانے سے منع فرماتے، جیسے رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر امیر لشکر کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ بچوں اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے۔[28]
2. مذہبی پیشوا جو عبادت گاہوں میں جنگ سے لاتعلق ہو کر بیٹھے ہوں ان کے تحفظ سے متعلق سیدنا ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی لشکر کو روانہ فرماتے تو انہیں ہدایت دیتے کہ عبادت گاہوں بیٹھے راہبوں کو قتل نہ کرو۔[29]

25- *Geneva Convention II, Article 36.*

26- *Geneva Convection, **Additional Protocol I (AP I)**, Article 53(a).*

27- *Hague Convention (1899 & 1907), Article 27-*

28- أبو بكر بن أبي شيبة، **المصنف** (الرياض: مكتبة الرشد، 1989م)، 6: 78۔

29- أحمد بن محمد الطحاوي، **شرح معاني الآثار** (بيروت: عالم الكتب، 1994م)، رقم الحديث: 5175۔

3. ایک اور موقع پر عورت کی لاش میدان جنگ میں پائی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ عورت اور عسیف کو قتل نہ کیا جائے۔[30]
4. عسیف کی اصطلاح مزدور، کسان، طبی شعبہ میں کام کرنے والے یا دیگر ذرائع سے معاش کی فکر میں مصروف تمام افراد کو شامل ہے۔[31]
5. رسول اللہ ﷺ جنگ سے لاتعلق افراد کے تحفظ کو اتنی اہمیت دیتے کہ اگر کہیں اسلامی لشکر سے اس معاملے میں کوتاہی ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ متعلقہ شخص کی سرزنش فرماتے اور متاثرین کا ازالہ بھی فرماتے، جیسے ایک موقع پر سیدنا خالد بن ولیدؓ کے حکم پر قیدیوں کو قتل کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس عمل سے نہ صرف براءت کا اعلان کیا[32] بلکہ مقتولین کے ورثا کو سیدنا علیؓ کے ہاتھوں دیت کی ادائیگی بھی کی۔[33]
6. انہی ہدایات کا نتیجہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صحابہ کرامؓ کافر تاجروں کو قتل کرنے سے باز رہتے؛ کیونکہ وہ عملاً جنگ میں حصہ نہیں بنتے تھے اور ان کا شمار بھی عام شہریوں میں ہوتا تھا۔[34]

اس ضمن یہ بات قابل ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف ان لوگوں کے قتل منع نہیں فرمایا جو جنگ میں ابتداءً حصہ نہیں لے رہے تھے؛ بلکہ ایسے افراد جو جنگ میں ابتداء سے شامل تھے لیکن کسی بھی صورت وہ ہتھیار ڈال کر مقابلہ سے باز آجائیں تو ان کے متعلق بھی یہی حکم دیا گیا کہ ان کو قتل نہ کیا جائے، چاہے وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے یا زخمی ہو کر مقابلہ سے قابل نہ رہے اور یا قیدی ہو کر مقابلہ کرنے سے بے بس ہو جائے، سیرت طیبہ سے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. نبی کریم ﷺ نے سیدنا اسامہؓ کو لشکر سمیت حُرقہ بھیجا، وہاں انہوں نے مقابلہ کرنے والے ایک شخص کا پیچھا کیا، جب آپؓ نے اس شخص پر قابو پایا تو اس نے فوراً کلمہ توحید پڑھا، لیکن سیدنا اسامہؓ نے اس کو قتل کر دیا، رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔[35]
2. فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فوج کو ہدایت دی کہ میدان جنگ سے بھاگنے والے شخص کا پیچھا نہ کیا جائے،

-30 أبو داود سليمان بن أشعث، **سنن أبي داود**، كتاب الجهاد، باب في قتل النساء (بيروت: دار الرسالة العالمية، 2009م)، رقم الحديث: 2669۔

-31 الدكتور خير محمد بيكل، **الجهاد والقتال في السياسة الشرعية** (بيروت: دار ابن حزم، 1996م)، 1270۔

-32 إبن سيد الناس محمد بن محمد، **عيون الأثر** (بيروت: دار القلم، 1414ھ)، 2: 264۔

-33 محمد بن يوسف ألصالحي، **سبل الهدىٰ والرشاد** (بيروت: دار الكتب العلمية، 1414ھ)، 6: 201۔

-34 أبو يعلیٰ الموصلی، **المقصد العلي في زوائد أبي يعلى الموصلي**، كتاب الصلح، رقم الحديث: 687۔

-35 محمد بن إسماعيل البخاری، **صحيح البخاری**، كتاب المغازی، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد (بيروت: دار طوق النجاة، 1422ھ)، رقم الحديث: 4269۔

کسی زخمی کو قتل نہ کیا جائے اور جو جنگ کرنے کی بجائے اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے مقابلہ کرنے سے باز رہے اس کو امان حاصل ہو گی۔[36]

مندرجہ بالا عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلح تصادم کے وقت جنگ سے لا تعلق افراد کو نشانہ بنانے اور ان پر حملہ کرنے سے منع فرما کر ان کا تحفظ یقینی بناتے تھے۔

6.1.2-سیرت طیبہ میں شہری تنصیبات کو نشانہ نہ بنانے سے متعلق ہدایات

رسول اللہ ﷺ بے جا غارت گری کو ناپسند فرماتے تھے، یہی وجہ ہے کہ عربوں کی روایات کے خلاف آپ ﷺ فتح کے بعد مفتوح قوم کی عمارات وغیرہ کو نقصان پہنچانے اور مسمار کرنے سے منع فرماتے تھے، سیرت طیبہ سے اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

1. غزوہ خیبر کے متعلق روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کو بزور فتح کیا لیکن ان کے عبادت خانوں کو نقصان پہنچائے بغیر برقرار رکھا۔[37]
2. غزوہ خیبر ہی کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی کہ کچھ نوجوان عوامی املاک کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو آپ ﷺ نے ایک صحابیؓ کے ذریعے انہیں لوٹ مار سے منع فرمایا۔[38]
3. اسی طرح شہری املاک میں مخالف فریق کے باغات ور درخت بھی آتے تھے، اس لیے رسول اللہ ﷺ لشکروں کو روانہ فرماتے وقت ان کے امیر کو منجملہ دیگر کے ہدایات کے یہ ہدایت بھی جاری فرماتے کہ کسی ایسی درخت کو نہ کاٹو جو تمہارے جنگ میں آڑے نہ آرہی ہو اور مشرکین کے درمیان حائل نہ ہو۔[39]

رسول اللہ ﷺ اس بات کا اتنا خیال رکھتے کہ ستر سے زیادہ غزوات و سرایا میں کبھی آپ نے غیر ضروری غارت گری اور درختوں کو کاٹنے کا حکم نہیں دیا۔

6.3-شہری املاک کے تحفظ سے متعلق سیرت طیبہ کی تعلیمات اور بین الاقوامی قانونِ انسانیت کا تقابلی جائزہ

مندرجہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگ سے لا تعلق رہنے والے افراد اور ان کے املاک کو نقصان پہنچانے سے متعلق آئی ایچ ایل اور سیر تطیبہ میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے؛ کیونکہ دونوں جنگی کاروائیوں کو مسلح افواج اور ان کی

[36]- ابن أبي شيبة، **المصنف**، كتاب السير، باب في الإجهاز على الجرحى، رقم: 33276۔

[37]- ابن قيم محمد بن أبي بكر الجوزيه ، **أحكام أهل الذمة** (الدمام: رمادى للنشر، 1997م)، 3: 1199۔

[38]- بخاری، **صحيح البخاری**، كتاب المظالم، باب النہیٰ، رقم الحديث: 2474۔

[39]- أحمد بن الحسين البيهقي، **السنن الكبرى**، أبواب السير، باب ترک قتل من لا قتال فيه، رقم الحديث: 18155۔

تنصیبات تک محدود رکھنے کا پابند بناتے ہیں اور کسی شہری پر اس وقت تک حملہ کرنے اور اس کو نشانہ بنانے کو جائز نہیں سمجھتے جب تک وہ باقاعدہ اسلحہ اٹھا کر جنگ میں شامل نہ ہو، لہٰذا جنگ میں شہری آبادی کا تحفظ یقینی بنانا قانوناً لازم ہونے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی بھی پاسداری ہے جبکہ شہریوں یا شہری تنصیبات کو نقصان پہنچانا قانوناً ممنوع اور سیرت طیبہ کی ہدایات کی خلاف ورزی ہے۔

7.0-نتائج بحث

اس مقالے کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیرت طیبہ کی تعلیمات اور بین الاقوامی قانونِ انسانیت کے اصولوں میں شہری آبادی کے تحفظ کے حوالے سے نمایاں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگی حالات میں شہریوں اور ان کی املاک کے تحفظ کے جو اصول بیان فرمائے، وہ نہ صرف جدید قوانین سے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ ان سے کہیں پہلے ایک عملی نمونے کے طور پر موجود تھے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ان اصولوں کو محض نظری سطح تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ عالمی سطح پر ان کے عملی نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر سفارتی، قانونی اور سماجی اقدامات کیے جائیں تاکہ انسانیت کو جنگ کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھا جاسکے۔

8.0-تجاویز و سفارشات

مسلح تصادم کے دوران شہری آبادی کا تحفظ ایک نہایت حساس مسئلہ بن چکا ہے، لہٰذا ملکی و بین الاقوامی سطح پر اثر و رسوخ رکھنے والی سول سوسائٹی سے وابستہ افراد اور تنظیموں کو آگے بڑھ کر ایک تحریک کی صورت میں اس کو اٹھانا چاہیے۔ اس ضمن میں درج ذیل اقدامات سے فوری بہتری کی امید رکھی جاسکتی ہے:

بین الاقوامی قانونِ انسانیت سے متعلق آگاہی اور اس کا عملی نفاذ: شہری آبادی کا تحفظ یقینی بنانے کے لیے سب سے مؤثر طریقہ آئی ایچ ایل کا عملی نفاذ اور اس کے متعلق آگاہی کے لیے کوشش کرنی ہے؛ کیونکہ شہری آبادی کے تحفظ کے لیے آئی ایچ ایک مکمل قابل عمل حل اور منظم طریقہ کار پیش کرتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ دیگر بین الاقوامی قوانین و معاہدات اور شرعی قوانین کے عین مطابق ہے۔ اس حوالے سے انٹرنیشنل کمیٹی آف دی ریڈ کراس (ICRC) کا لازوال کردار قابل تقلید اور قابل ستائش ہے۔ اس وقت آئی ایچ ایل کی وجہ سے جنگوں میں شہری آبادی کو جو تحفظ حاصل ہے یا اس مقصد کے لیے جو آواز اٹھائی جاتی ہے وہ آئی سی آر سی کی مرہون منت ہے۔ آئی سی آر سی زمانۂ امن میں بین الاقوامی سطح پر حکومتوں کے ساتھ مل کر آئی ایچ ایل کے عملی نفاذ کے لیے کوششیں کرنے کے علاوہ عوامی سطح پر ان قوانین کے متعلق آگاہی کے لیے ایک منظم طریقہ کار اپنائے ہوئے ہے جبکہ مسلح تصادم کے وقت اور جنگ کے خاتمہ پر شہریوں کی بحالی کے لیے تمام تر ممکنہ صورتوں میں مدد فراہم کرتا ہے۔

❖ **نگرانی اور رپورٹنگ:** انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور جنگی جرائم کو نہ صرف سامنے لانے بلکہ مجرموں کو

جوابدہ ٹھہرانے کے لیے عالمی اداروں اور عدالتوں سے رجوع کرنا۔

- **متاثرین کی بحالی:** متاثرہ لوگوں سے رابطہ کر کے ان میں اعتماد پیدا کرنا اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے ساتھ ان تک بنیادی ضروریات کی رسائی ممکن بنانا، جیسے متاثرہ آبادیوں کو خوراک، پناہ گاہ اور ادویات جیسی اشیائے ضرورت فراہم کرنا اور جنگ کی وجہ سے پیدا شدہ نفسیاتی، معاشرتی و سماجی مسائل کے حل کے لیے اقدامات اٹھانا۔
- **پناہ گزینوں اور آئی ڈی پیز کی مدد:** جنگ کے بعد متاثرہ شہریوں کی دوبارہ آباد کاری، بچھڑے ہوئے لوگوں کو ملانے سمیت آئی ڈی پیز کی ہر ممکنہ مدد کرنا۔
- **امن کی بحالی:** بات چیت، مفاہمت، اور تنازعات کے بعد کی تعمیر نو میں سہولت فراہم کرنے کے ساتھ تنازعات کی روک تھام میں مقامی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا۔
- **سفارت کاری:** پالیسی سازوں اور فیصلہ سازوں پر اثر انداز ہونے کے لیے اعلیٰ سطح پر آگاہی اور سفارتی کوششیں کرنا۔

Bibliography

1. Ahmad, Muhammad Mushtaq. Adab al-Qital. Islamabad: Shaybani Foundation, 2022.
2. Ahmad, Muhammad Mushtaq. "Pesh Lafz." In Majmuʻah Maqalat Bain al-Aqwami Qanun-i-Insaniyat wa Islam. Islamabad: ICRC, 2012.
3. Al-Bayhaqi, Ahmad ibn al-Husayn. Al-Sunan al-Kubra. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah.
4. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismaʻil. Sahih al-Bukhari. Beirut: Dar Tuq al-Najat, 1422 AH.
5. Abu Dawud, Sulayman ibn al-Ashʻath. Sunan Abi Dawud. Beirut: Dar al-Risalah al-ʻAlamiyyah, 2009.
6. Abu Yaʻla al-Mawsili. Al-Maqsad al-ʻAli fi Zawaʼid Abi Yaʻla al-Mawsili.
7. Ibn Abi Shaybah, Abu Bakr. Al-Musannaf. Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1989.
8. Ibn al-Humam, Muhammad ibn ʻAbd al-Wahid. Fath al-Qadir. Beirut: Dar al-Fikr.
9. Ibn al-Qayyim al-Jawziyyah, Muhammad ibn Abi Bakr. Ahkam Ahl al-Dhimmah. Dammam: Ramadi li al-Nashr, 1997.
10. Ibn Sayyid al-Nas, Muhammad ibn Muhammad. ʻUyun al-Athar. Beirut: Dar al-Qalam, 1414 AH.
11. Al-Salihi, Muhammad ibn Yusuf. Subul al-Huda wa al-Rashad. Beirut: Dar al-Kutub al-ʻIlmiyyah, 1414 AH.
12. Al-Tahawi, Ahmad ibn Muhammad. Sharh Maʻani al-Athar. Beirut: ʻAlam al-Kutub, 1994.
13. Haykal, Khayr Muhammad. Al-Jihad wa al-Qital fi al-Siyasah al-Sharʻiyyah. Beirut: Dar Ibn Hazm, 1996.
14. Walid, Sharit. "Himayat al-Sukkan al-Madaniyyin fi al-Nizaʻat al-Musallahah Bayna Ahkam al-Qanun al-Duwali al-Insani wa Taʻalim al-Fiqh al-Islami." Majallat al-Turath, no. 9, Jamiʻat Saad Dahlab bi al-Blidah, 2013.
15. Crawford, Neta C. Human Cost of the Post-9/11 Wars. Watson Institute, Brown University, November 2018.
16. Geneva Convention II.
17. Geneva Convention III.
18. Geneva Convention IV.
19. Geneva Convention, Additional Protocol I.
20. Hague Convention IV, 1907.
21. Hague Convention, 1899 and 1907.
22. International Committee of the Red Cross (ICRC). International

Humanitarian Law and International Human Rights Law: Similarities and Differences. Geneva: ICRC, 2003.

23. International Committee of the Red Cross (ICRC). Protection of Civilians in Armed Conflict. Geneva: ICRC, 2020.
24. International Covenant on Civil and Political Rights. 1966.
25. United Nations General Assembly. Resolution No. 2444, 19 December 1968.
26. United Nations General Assembly. Resolution No. 2675, 9 December 1968.
27. United Nations Secretary General. Respect for Human Rights in Armed Conflicts. Report No. A/8052, 1977.
28. UNHCR. Human Rights in Armed Conflict. Geneva: UNHCR, 2019.
29. U.S. Citizenship and Immigration Services. International Human Rights Law. 2019.
30. Time Magazine. “Israel–Gaza Death Toll.” Accessed 25 April 2026. https://time.com/6979208/israel-gaza-death-toll/